حسن خاتمہ کی علامتیں

عبداللہ یوسف ذہبی

کسی بھی انسان کی زندگی میں ٹھہراؤ نہیں ہوتا، نہ تو قلبی کیفیت ہموار رہتی ہے اور نہ اس کے اعمال و افعال ہمیشہ ایک جیسے رہتے ہیں، بلکہ اتار چڑھاؤ اور اونچ نیچ انسانی زندگی کا حصہ ہے۔ ماحول، صحبت اور حالات انسان کو بدلنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ ایک نیک اور متقی انسان کو بدلتے ہوئے بھی دیر نہیں لگتی اور بعینہٖ اسی طرح مجرم اور گناہوں میں ڈوبا ہوا انسان بھی کبھی پلٹا کھا کر سیدھی راہ پر آجاتا ہے۔ تاریخ میں جہاں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ شرابی، زانی اور گناہوں کے رسیا لوگوں نے خود کو بدل کر تقویٰ اور نیکی کی زندگی اپنائی، وہاں ایسی مثالوں کی بھی کمی نہیں کہ نیک اور پارسا لوگ بری صحبت اور ماحول کی وجہ سے یکسر بدل گئے۔

اسلام نے مسلمانوں کو یہ شعور دیا ہے کہ وہ اپنے انجام کی فکر کریں، کیونکہ اعتبار خاتمے اور انجام کا ہوگا۔ ایک آدمی اچھے عمل کرتے کرتے جنت کے دروازے پر جا پہنچتا ہے، اچانک ایسا عمل کر بیٹھتا ہے کہ جہنم میں جا گرتا ہے...... اور دوسرا شخص برے عمل کرتے کرتے جہنم کے کنارے جا پہنچتا ہے، لیکن ایک ایسا عمل کر لیتا ہے کہ جنت کا حق دار بن جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو مشرکین کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر کوئی کسی جہنمی کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔'' اس پر ایک صحابی اس شخص کے پیچھے لگ گئے۔ وہ شخص برابر لڑتا رہا اور آخر کار زخمی ہوگیا، پھر اس نے چاہا کہ جلدی مر جائے، تو اس نے اپنی ہی تلوار کی دھار اپنے سینے کے درمیان رکھ کر اس پر

اپنے آپ کو ڈال دیا اور تلوار اس کے شانوں کو چیرتے ہوئے نکل گئی (اس طرح وہ خود کشی کر کے مرگیا) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ الْعَبْدَ لَیَعْمَلُ فِیْمَا یَرَی النَّاسُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهُ لَمِنْ اَهْلِ النَّارِ وَیَعْمَلُ فِیْمَا یَرَی النَّاسُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَهُوَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِخَوَاتِیْمِهَا»

''بندہ لوگوں کی نظر میں اہل جنت کے کام کرتا رہتا ہے، حالانکہ وہ جہنمی ہوتا ہے۔ ایک (دوسرا) بندہ لوگوں کی نظر میں اہل جہنم کے کام کرتا رہتا ہے، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور اعمال کا اعتبار تو صرف خاتمے پر ہے۔''

(صحيح البخاري:6493)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اپنی معروف تصنیف ''کتاب الجنائز'' میں حسن خاتمہ کی چند علامتیں تحریر کی ہیں۔ ہم یہاں شیخ رحمہ اللہ کی ذکر کردہ علامتوں کو مختصراً بیان کرتے ہوئے اللہ کی توفیق سے مزید علامتوں کا اضافہ کریں گے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شارع علیہ السلام نے چند علامتیں بیان کی ہیں جنھیں کسی شخص کے حسن خاتمہ کی دلیل بنایا جا سکتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمارے لیے ان علامتوں کو ذکر کیا ہے۔ جو شخص ان علامتوں میں سے کسی علامت کے ساتھ فوت ہوگا تو یہ اس کے لیے بشارت اور خوشخبری ہے۔

1 موت کے وقت کلمہ شہادت کہنا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ»

''جس کا آخری کلام 'لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ' ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(سنن أبي داوٗد: 3116 وسنده حسن، مسند احمد 5/247، وصححه الحاكم 1/351 ووافقه الذهبي)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو فرمایا: آپ کیوں پریشان ہیں؟ کیا آپ کو اپنے چچا زاد (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے امیر المومنین بننے پر ناگواری ہوئی ہے؟ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: نہیں، بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

«اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَةً لَا یَقُوْلُهَا اَحَدٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ اِلَّا کَانَتْ نُوْرَ الصَّحِیْفَةِ وَاِنَّ جَسَدَهٗ وَ رُوْحَهٗ لَیَجِدَانِ لَهَا رَوْحًا عِنْدَ الْمَوْتِ»

''میں ایک کلمہ جانتا ہوں جسے اگر کوئی شخص اپنی موت کے وقت کہہ لے تو وہ اس کے نامۂ اعمال کا نور بن جاتا ہے اور موت کے وقت اس کی وجہ سے اس کے جسم و جان کو راحت حاصل ہوتی ہے۔''

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: افسوس میں رسول اللہ ﷺ سے وہ کلمہ دریافت نہ کر سکا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے وہ کلمہ معلوم ہے۔ یہ وہی ہے جسے کہنے کا آپ نے اپنے چچا ابوطالب کو اس کی موت کے وقت فرمایا تھا۔ اگر نبی ﷺ کے علم میں اس کلمے کے علاوہ کوئی اور کلمہ ہوتا جو اس کی نجات کا زیادہ سبب بن سکتا تو آپ اسے وہی کلمہ پڑھنے کا حکم دیتے۔

(سنن ابن ماجه: 3795؛ سنن الکبری للنسائی: 271/6؛ 10940 وهو صحیح)

یاد رہے کہ موت کے وقت کلمہ پڑھنا انھی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جو زندگی بھر توحید پر قائم رہ کر اس کلمے کے تقاضے پورے کرتے ہیں اور شرک و بدعت سے بیزار رہتے ہیں۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ [ﷺ] یَرْجِعُ ذٰلِكَ اِلٰی قَلْبِ مُوْقِنٍ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا»

''جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں اور میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں اور یہ گواہی قلبی یقین سے ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔"

(سنن ابن ماجه: 3796 وسنده حسن)

2 موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آنا

سیدنا بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَوْتُ الْمُؤْمِنِ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ))

"مومن کی موت پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے۔"

(سنن النسائی:1829،1830 وسنده صحیح؛ سنن الترمذی: 982)

اس حدیث مبارکہ میں مومن کی موت کی علامت پر بتائی گئی ہے کہ اسے موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آتا ہے۔ پسینے کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، تاہم علماء نے توجیحات بیان کی ہیں، مثلاً: یہ پسینہ روح نکلنے کی شدت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ وغیرہ

3 جمعہ کے دن یا رات کو فوت ہونا:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ))

"جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہوا، اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔"

(سنن الترمذی:1074؛ مسند أحمد: 2/169، المنتخب من مسند عبد بن حمید:323 وسنده حسن)

معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن یا رات کو فوت ہونا خاتمہ بالخیر کی علامت ہے، لیکن یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ محض جمعہ کے دن فوت ہو جانا ہی کافی نہیں، بلکہ ایمان اور عمل

صالح کی بنیادی شرط کا پورا ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ کافر، منافق اور فاسق و فاجر لوگ بھی جمعہ کے دن مرتے ہیں لیکن انہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

4 اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو جانا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

(۳/ آل عمران: 171-169)

”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیے گئے، آپ انھیں ہرگز مردہ گمان نہ کیجیے، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔ وہ اس رزق پر خوش ہیں جو انھیں اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے اور ان کے بارے میں بھی خوش ہیں جو ابھی تک ان سے نہیں ملے اور ان کے پیچھے (دنیا میں) رہ گئے ہیں کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ اللہ کی طرف سے عظیم نعمت اور فضل پر بہت خوش ہوتے ہیں اور (اس بات پر) کہ بے شک اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللهِ سِتُّ خِصَالٍ: يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دُفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ، وَيُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الْإِيْمَانِ وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِيْنَ إِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهِ»

”اللہ کے پاس شہید کے لیے چھ انعامات ہیں: خون کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے، اسے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے، وہ قیامت کی بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا، اسے ایمان کا لباس پہنایا جائے گا، خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی اور اس کے ستر رشتے داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔“

(سنن ابن ماجه:2799؛ سنن الترمذی، کتاب الجهاد، باب فی ثواب الشهيد، ح:1663 وهو حسن)

راشد بن سعد رحمہ اللہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ اہل ایمان کا ان کی قبروں میں امتحان لیا جاتا ہے مگر شہید کا نہیں؟ آپ نے فرمایا:

«كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوفِ عَلٰى رَأْسِهِ فِتْنَةً»

(سنن النسائی: 2055 وسنده صحيح)

”اس کے سر پر چمکتی تلواریں اس کے لیے امتحان سے کافی ہو گئیں۔“

شہادت کی فضیلت میں بہت سی احادیث ہیں۔ یہاں صرف چند ذکر کر دی گئی ہیں۔ شہادت کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم خود اللہ تعالیٰ سے شہادت کی موت کی دعا کیا کرتے تھے۔ اس لیے ہر مسلمان کو شہادت کی تمنا رکھنی چاہیے۔ خلوص نیت کے ساتھ شہادت کی تمنا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ شہادت کے درجے تک پہنچا دیتا ہے، اگرچہ اسے عملاً جہاد کرنے کا موقع نہ ملے۔

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ مِنْ قَلْبِهِ، بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ»

”جو اللہ تعالیٰ سے صدقِ دل سے شہادت کا سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے

شہداء کے درجات تک پہنچا دیتا ہے، اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہو۔"
(صحیح مسلم:1909/157)

5۔6۔7 سواری سے گر کر مرنے والا، جسے جانور گرا دے اور جانور کے کاٹنے سے مرنے والا

جہاد یا ہجرت کی نیت سے گھر سے نکلنے والا شخص خواہ طبعی موت ہی کیوں نہ فوت ہو، اسے شہادت کا مرتبہ حاصل ہو گا اور خلوص نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے شہادت کے رتبے پر فائز فرمائے گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾ (4/ النساء:100)

"اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے، پھر اسے موت آجائے تو بے شک اس کا اجر اللہ کے ذمے واجب ہو گیا۔"

سیدنا ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْيَرُدَّهُ بِمَانَالَ مِنْ اَجْرٍ وَ غَنِيْمَةٍ وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ))

"تین قسم کے آدمیوں کا اللہ عزوجل ضامن ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے حتی کہ اگر اس کی وفات ہو جائے تو وہ اسے جنت میں داخل کرے گا یا اجرو ثواب اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹائے گا، دوسرا وہ آدمی جو مسجد کی طرف گیا تو اللہ اس کا ضامن ہے حتی کہ اگر اس کی وفات ہو جائے تو اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اجرو ثواب اور غنیمت کے ساتھ لوٹائے گا اور تیسرا وہ آدمی جو

سلام کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہوا تو اللہ عزوجل اس کا ضامن ہے۔“

(سنن ابی داؤد:2494 وسندہ صحیح)

درج بالا حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مجاہد اگر معرکے میں لڑکر شہید نہ بھی ہوا، بلکہ راستے ہی میں طبعی موت آجائے تو وہ شہید ہی شمار ہوگا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں ان الفاظ کے ساتھ ایک باب قائم کیا ہے:

”بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُم“

”اگر کوئی شخص جہاد میں سواری سے گر کر مر جائے تو اس کا شمار بھی مجاہدین میں ہوگا۔“

اس عنوان کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ درج ذیل حدیث لائے ہیں:

اُمّ حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: (خواب میں) میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے جو جہاد کرنے کے لیے اس طرح بہتے ہوئے سمندر میں سوار ہو کر جا رہے تھے جس طرح بادشاہ تختوں پر ہوں۔ میں نے عرض کیا: پھر آپ میرے لیے بھی دعا کر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انھی میں سے بنا دے۔ آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور دوبارہ سو گئے، پھر پہلے کی طرح مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ اُمّ حرام (رضی اللہ عنہا) عرض کرنے لگیں: آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انھی میں سے بنا دے تو آپ نے فرمایا: ”تم پہلے لوگوں میں ہوگی۔“

چنانچہ وہ اپنے شوہر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے سب سے پہلے بحری بیڑے میں شریک ہوئیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں غزوہ سے واپسی پر جب شام کے ساحل پر لشکر اترا تو اُمّ حرام رضی اللہ عنہا کے لیے سواری لائی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہوں، لیکن جانور نے انھیں گرا دیا اور وہ فوت ہوگئیں۔

(صحیح البخاری:2799؛ صحیح مسلم: 1912)

8 صدقِ دل سے شہادت کی دعا کرنے والا

سچے دل سے شہادت کی دعا کرنے والے شخص کو بھی اللہ تعالیٰ شہادت کے درجے تک پہنچا دیتے ہیں، خواہ وہ طبعی موت ہی کیوں نہ فوت ہو، لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ شہادت کی تمنا اور دعا کے ساتھ ساتھ بندے کو اگر عملاً موقع ملے تو جہاد میں ہر ممکن طریقے سے شامل ہونا چاہیے۔

اللہ کے دین کی خاطر اپنا تن من دھن قربان کرنے کا جذبہ صادقہ رکھنے والا شخص ہی شہادت کی دعا کرسکتا ہے۔

9 سمندر کے سفر میں سر چکرا کر اور ڈوب کر مرنے والا

سیدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْمَائِدُ فِی الْبَحْرِ الَّذِیْ یُصِیْبُهُ الْقَیْءُ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدٍ وَالْغَرِقُ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدَیْنِ» (سنن ابی داوٗد:2493 وسندہ صحیح)

''سمندر کے سفر میں جس کا سر چکرائے اور قے آ جائے تو اس کے لیے ایک شہید کا ثواب ہے اور جو ڈوب کر مر جائے تو اسے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔''

10 جل کر مر جانے والا

جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَی الْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ : اَلْمَطْعُوْنُ شَهِیْدٌ وَ الْغَرِقُ شَهِیْدٌ وَ صَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِیْدٌ وَ الْمَبْطُوْنُ شَهِیْدٌ وَ صَاحِبُ الْحَرِیْقِ شَهِیْدٌ وَ الَّذِيْ یَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِیْدٌ وَ الْمَرْأَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِیْدٌ»

”اللہ کے راستے میں قتل ہونے کے علاوہ بھی شہادت کے سات اسباب ہیں: طاعون سے مرنے والا شہید ہے، پانی میں ڈوب جانے والا شہید ہے، ذات الجنب (بیماری) سے مرجانے والا شہید ہے، پیٹ کی تکلیف سے مرجانے والا شہید ہے، آگ سے جل کر مرنے والا شہید ہے، کسی مکان یا دیوار کے نیچے آکر مرجانے والا شہید ہے اور وہ عورت جو وضع حمل (ولادت) کی تکلیف میں وفات پاجائے شہید ہے۔“

(سنن أبي داوٗد: 3111، سنن ابن ماجه :2803وسنده حسن)

11 فتنوں کے دور میں دین پر ثابت قدم رہنے والا

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَاِنَّ مِنْ وَّرَائِكُمْ اَيَّامَ الصَّبْرِ، اَلصَّبْرُ فِيهِ مِثْلُ قَبْضٍ عَلَى الْجَمَرِ لِلْعَامِلِ فِيْهِمْ مِثْلُ اَجْرِ خَمْسِيْنَ رَجُلًا يَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهِ»

”تمہارے بعد صبر کے دن آنے والے ہیں، اس زمانے میں دین پر صبر کرنا آگ کا انگارہ پکڑنے کی طرح مشکل ہوگا۔ ان لوگوں میں عمل کرنے والے کو اس جیسے پچاس عاملوں کا ثواب ملے گا۔“

(سنن ابی داوٗد:4341؛ سنن ابن ماجه:4014؛ سنن الترمذی: 3058وسنده حسن)

12 اللہ کے راستے میں پہرہ دینے والا

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلرِّبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَاِنْ مَاتَ

جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُهُ وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ»

''اللہ کی راہ میں ایک دن رات پہرہ دینا مہینہ بھر روزے رکھنے اور قیام کرنے سے افضل ہے اور جو پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جائے تو اس کا یہ کام برابر جاری رہے گا، اس کا رزق جاری ہو جائے گا اور وہ (قبر کے) عذاب سے بچ جائے گا۔'' (صحیح مسلم:1913)

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ اِلَّا الَّذِيْ مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَاِنَّهُ يُنْمٰى لَهُ عَمَلُهُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَأْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ»

''ہر مرنے والے کا عمل اس کے مرنے پر ختم ہو جاتا ہے، مگر مورچہ بند، کہ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد:2500؛ سنن الترمذی:1621 وسندہ صحیح)

13 نیک عمل کرتے ہوئے موت آنا

نیک عمل کرتے ہوئے موت آنا حسنِ خاتمہ کی نشانی ہے۔ وہ نیک عمل کوئی سا بھی ہو سکتا ہے، جیسے کسی کو نماز پڑھتے ہوئے، روزے کی حالت میں، ذکر میں مشغول، کسی کی مدد کرتے ہوئے یا صدقہ خیرات کرتے ہوئے موت آ جائے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللهَ إِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهُ» فَقِيْلَ: كَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ:«يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ» (سنن الترمذی:2142)

”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے کام پر لگا دیتا ہے۔“ پوچھا گیا کہ وہ اسے کیسے کام میں لگاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اسے موت سے پہلے نیک عمل کی توفیق دے دیتا ہے۔“

15 طاعون کی بیماری سے مرنے والا

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

«اِنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ اللهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهٖ صَابِرًا يَعْلَمُ اَنَّهُ لَنْ يُصِيْبَهُ اِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ اِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ الشَّهِيْدِ»

”بلاشبہ یہ عذاب تھا، اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا، اسے بھیجتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مومنوں کے لیے رحمت بنا دیا۔ اب کوئی بھی بندہ اگر صبر کے ساتھ اس شہر میں ٹھہرا رہے جہاں طاعون (کی وبا) پھیلی ہو، اور وہ یقین رکھتا ہو کہ اسے وہی نقصان پہنچ سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے تو اسے شہید جیسا ثواب ملے گا۔“ (صحیح البخاری:5734؛ وسندہ حسن)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ»

”طاعون ہر مسلمان کے لیے شہادت (کا باعث) ہے۔“

(صحیح البخاری:5732؛ صحیح مسلم: 1914)

16 دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مرنے والا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: اَلْمَطْعُونُ والْمَبْطُونُ وَالغَرِيْقُ وَصَاحِبُ الهَدْمِ والشَّهِيْدُ فِي سَبِيْلِ اللهِ»

''شہداء پانچ قسم کے ہیں: طاعون کی بیماری سے مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مرنے والا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہونے والا۔''

(صحیح البخاری:652؛ صحیح مسلم:1914)

17 پیٹ کی بیماری سے مرنے والا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

«وَ مَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ»

''جو پیٹ کی بیماری کی وجہ سے فوت ہوا وہ شہید ہے۔''

(صحیح مسلم:1915)

عبداللہ بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں سلیمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا جو پیٹ کی تکلیف سے فوت ہو گیا تھا۔ ان دونوں میں سے ہر ایک بزرگ نے خواہش ظاہر کی کہ اس کے جنازے میں شریک ہوں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا:

«مَنْ يَقْتُلْهُ بَطْنُهُ لَمْ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ؟»

''جو آدمی پیٹ کی تکلیف سے مر جائے، اسے عذاب قبر نہیں ہوگا؟''

(سنن النسائی:2054 وسندہ صحیح)

تو دوسرے نے کہا: کیوں نہیں!

پیٹ کی تکلیف میں پیٹ سے متعلقہ ہر بیماری شامل ہے۔ جیسے اسہال، ہیضہ، آنتوں کا سرطان وغیرہ کی بیماری۔

18 دین، مال اور گھر والوں کے دفاع میں قتل ہو جانا

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهِ اَوْدُونَ دَمِهِ اَوْ دُونَ دِيْنِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ»

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت یا خون یا دین کے دفاع میں قتل ہو جائے، وہ شہید ہے۔'' (سنن ابی داوٗد:4772؛ سنن النسائی:4099وسندہ صحیح)

سیدنا سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَظْلَمَتِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ»

''جو شخص اپنے حق کی خاطر لڑتا ہوا مارا جائے، وہ شہید ہے۔''

(سنن النسائی: 4101وھو صحیح)

مال کی حفاظت میں لڑتے ہوئے جان دینے سے مراد یہ ہے کہ کوئی چور یا ڈاکو وغیرہ اگر کسی مسلمان کا مال لوٹنے آئیں تو وہ مال انھیں نہ دے اس بنا پر اگر چور اسے قتل کر دیں تو یہ شہید ہے۔

دین کی خاطر قتل ہونا یہ ہے کہ کسی نے اسے دھمکی دی کہ اپنا دین چھوڑ دے ورنہ تجھے قتل کر دوں گا، اس نے دین نہ چھوڑا اور قتل ہونا قبول کر لیا۔

خون کے دفاع سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی اس سے لڑتا ہے، تلوار اٹھا لیتا ہے اور یہ فتنے سے بچتے ہوئے مسلمان کے خلاف تلوار نہیں اٹھاتا اور حملہ آور اسے قتل کر دیتا ہے تو یہ شہید ہے۔

19 مال کے دفاع میں قتل ہونے والا

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ»
''جس شخص کا مال ناحق چھیننے کی کوشش کی گئی تو اس نے قتال کیا، پھر وہ اس میں قتل ہو گیا تو شہید ہے۔''

(سنن ابی داؤد:4771؛سنن النسائی: 4093 وسندہ صحیح)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص میرا مال چھیننے آئے تو اس کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: «فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ» ''اسے اپنا مال مت دے۔''

اس نے عرض کیا: اگر وہ مجھ سے لڑے؟

آپ نے فرمایا: «قَاتِلْهُ» ''تو بھی اس سے لڑ۔''

اس نے عرض کیا: اگر وہ مجھے قتل کر دے؟

آپ نے فرمایا: «فَأَنْتَ شَهِيدٌ» ''پھر تو شہید ہے۔''

اس نے کہا: اگر میں اس کو مار ڈالوں؟

آپ نے فرمایا: «هُوَ فِي النَّارِ» ''وہ آگ میں جائے گا۔''

(صحیح مسلم:140)

سیدنا مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور میرا مال چھیننا چاہتا ہے تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: «ذَكِّرْهُ بِاللهِ» ''اسے اللہ تعالیٰ (کے حکم) کے ذریعے سے نصیحت کر۔''

اس نے کہا: اگر وہ نصیحت نہ مانے تو؟

آپ نے فرمایا: «فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَنْ حَوْلَكَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ» ''تو اپنے آس پاس کے لوگوں سے مدد حاصل کر۔''

اس نے عرض کیا: اگر میرے آس پاس کوئی مسلمان نہ ہو تو؟

آپ نے فرمایا: «فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ السُّلْطَانَ» ”حاکم سے مدد طلب کر۔“

اس نے کہا: اگر حاکم بھی مجھ سے دور ہو؟

آپ نے فرمایا: «قَاتِلْ دُونَ مَالِكَ حَتَّى تَكُونَ مِنْ شُهَدَاءِ الْآخِرَةِ أَوْ تَمْنَعَ مَالَكَ»

”پھر اپنے مال کی حفاظت کے لیے لڑائی کر حتی کہ تو قتل ہو کر آخرت میں شہید بن جائے یا اپنے مال کو بچالے۔“

(سنن النسائی: 4086 وهو صحیح)

20 اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہوئے جان دینے والا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا تَعُدُّونَ الشَّهِيدَ فِيكُمْ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيدٌ قَالَ: «إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ» قَالُوا: فَمَنْ هُمْ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ» (صحیح مسلم: 1915)

”تم شہید کس کو سمجھتے ہو؟“ صحابہ نے عرض کیا: جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ فرمایا: ”تب تو میری امت میں بہت کم شہید ہوں گے“۔ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر شہید کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے اور جو اللہ کی راہ میں فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے، طاعون سے مرنے والا بھی شہید ہے اور پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے اور ڈوب کر مرنے والا بھی شہید ہے۔“

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں فی سبیل اللہ کے زمرے میں دو قسم کے لوگوں کو شہید قرار دیا گیا ہے۔ ایک وہ جو جہاد فی سبیل اللہ میں قتل کر دیا جائے اور دوسرا جو اللہ کی راہ میں، یعنی جہاد پر، حج یا عمرے کے لیے یا طلبِ علم کے لیے نکلا ہو اور اسے طبعی موت آ جائے۔

21 مدینہ منورہ میں فوت ہونا

مدینہ منورہ میں فوت ہونا بھی حسن خاتمہ کی علامت ہے۔ انسان کے بس میں تو نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے فوت ہو، لیکن وہ تمنا اور دعا ضرور کر سکتا ہے کہ اسے مدینے میں موت آئے یا وہ کوشش کر سکتا ہے کہ زندگی کا آخری حصہ مدینے میں گزارے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَمُوتَ بِا لْمَدِيْنَةِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنِّي اَشْهَدُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا»

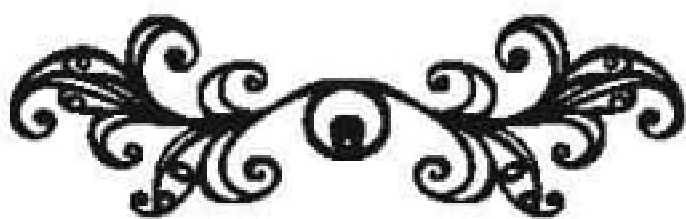
(سنن ابن ماجه:3112؛ سنن الترمذی:3917 وسنده حسن)

”تم میں سے جو شخص یہ کر سکے کہ مدینہ میں فوت ہو تو وہ ضرور اس کی کوشش کرے کیونکہ جو یہاں فوت ہوگا میں اس کے حق میں گواہی دوں گا۔“

آخر میں ہم وہی دعا کرتے ہیں جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کی تھی:

”اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صلی اللہ علیہ وسلم“

اے اللہ! ہمیں اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ہمیں موت عطا کر۔ آمین (صحیح البخاری: ۱۸۹۰)




توحید